سنیوں

کی آپسی لڑائی کا علاج

عبد مصطفیٰ محمد صابر قادری

AMO

سنیوں

کی آپسی لڑائی کا علاج

عبد مصطفی محمد صابر قادری

Abde Mustafa Publications

سنیوں کی آپسی لڑائی کا علاج

ازقلم: عبد مصطفی محمد صابر قادری (Founder of Abde Mustafa Organisation)

Publisher: Abde Mustafa Publications
Digitally Published by Sabiya Virtual Publication
Powered by Abde Mustafa Organisation

Publication Date: August 2023 Total Pages: 28
Edition: 1st
Book No.: SVPBN418

Cover Design & Formatting : Pure Sunni Graphics

All rights reserved.
No part of this publication may be reproduced, distributed, or transmitted in any form or by any means, including photocopying, recording, or other electronic or mechanical methods, without the prior written permission of the publisher, except in the case of brief quotations embodied in critical reviews and certain other noncommercial uses permitted by copyright law.

Copyright © 2023 by Abde Mustafa Publications

we're working together:

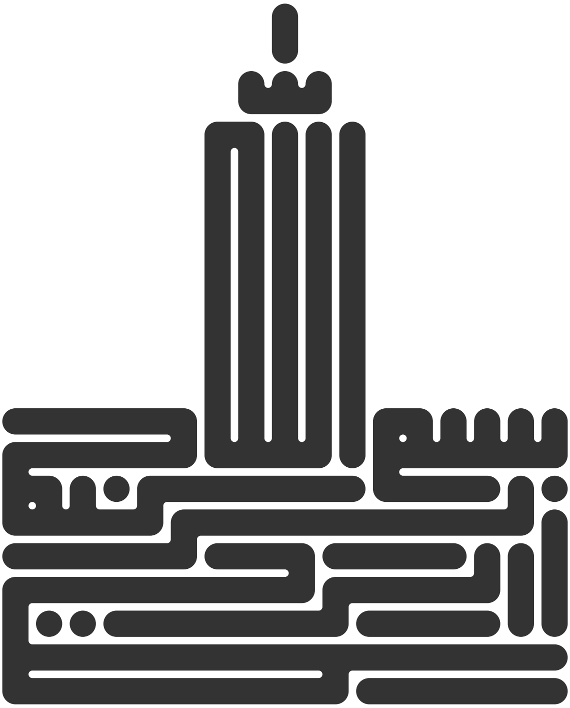

All praise to Allah, the Lord of the Creation,
and countless blessings and peace upon
our Master Muhammad, the leader of the Prophets.

فہرست

About Us 2

رسالہ لکھنے کی وجہ 4

ایک اہم نقطہ: عمومی کلام کریں 5

الفاظ کا انتخاب 10

حق گوئی کے نام پر فتنہ 11

اختلاف یا رد کون کرے؟ 12

کیا آپ مستقل ہیں؟ 13

علما سے رابطہ رکھیں 14

ہر جگہ ٹانگ اڑانا 15

سامنے والے کو وقت دیں 17

میرا تجربہ 18

گروہ بندی کا اختلاف 19

منوانا چھوڑ دیں 20

اعتدال کہاں ہے؟ 20

نوجوانانِ اہل سنت سے گزارشات 22

About Us

Abde Mustafa Organisation has been working since 2014 with the aim to propagate the Quran and Sunnah through digital and print media.

• Our departments and activities

We are working in various departments, the details of which are as follows:

• Abde Mustafa Publications

This is our main department where books are published on various languages and subjects. To read our published books, visit our website.
www.abdemustafa.org

• Blog

We publish writings on various languages and subjects, which are scholarly, research-oriented. These writings can be viewed on our blog.
amo.news/blog

• Sabiya Virtual Publication

This platform is for virtual publishing, which means books are published in digital format on the internet. Through this platform, books are continuously being added to the digital library.
amo.news/books

• Roman Books

This department is dedicated to transcribing books into Roman Urdu. Taking into consideration the increasing use of Roman Urdu in the present era, this project has been initiated.

• E Nikah Matrimony Service

This is a Matrimonial service that specifically caters to the Ahle Sunnat community. Through this service, marriages of Sunni individuals are arranged with other Sunni individuals. This service is facilitating Sunnis in finding suitable matches easily.
www.enikah.in

• Nikah Again Service

This service has been initiated to promote polygamy (multiple marriages).

• Technical Sunni

To make technology-related information accessible to the public, we have initiated this campaign. In this, we present technology-related information in a unique manner so that the Ummah can benefit from it.

For obtaining further information or lodging any complaints, please feel free to contact us without hesitation.

Abde Mustafa Official

رسالہ لکھنے کی وجہ

وجہ بالکل واضح ہے کہ آج کل کسی بھی مسئلے کو مسالہ بنا دیا جاتا ہے یعنی وہ ہوتا تو شرعی مسئلہ ہے لیکن اس میں مسالہ لگا کر مسئلہ کھڑا کر دیا جاتا ہے، ایسا نہیں ہے کہ پرانے زمانے میں ایسا نہیں ہوتا تھا لیکن آج کل رابطے کے ذرائع (Means Of Communication) تھوڑے ایڈوانس ہو گئے ہیں تو جہاں اس کی وجہ سے دانا لوگوں (عقلمندوں) کا آپس میں رابطہ بڑھا ہے وہاں بیوقوف اور جاہل لوگ بھی ایک دوسرے سے جُڑ گئے ہیں، سوشل میڈیا کے اس دور میں کوئی بھی بات جو تِل جیسی ہو اس کا تاڑ بن جاتا ہے اور رائی کے دانے کا پہاڑ!

ہندوستان اور پاکستان کا حال یہ ہے کہ کوئی بھی مسئلہ چاہے وہ کسی بھی نوعیت کا ہو، اُسے بحث و مباحثہ کی بھینٹ چڑھا دیتے ہیں اور ایک دوسرے کا اعلانیہ رد شروع کر دیتے ہیں، علمی اور تحقیقی باتوں کا تو ایسے میں جنازہ ہی نکل رہا ہوتا ہے۔ آپس میں سُنیوں کا رد اس طرح کیا جاتا ہے گویا کسی بدمذہب، کافر یا مشرک کا رد ہو رہا ہو، اس سے عوام میں نفرت اور فتنہ فروغ پاتا ہے۔

ہم نے اس رسالے میں کوشش کی ہے کہ دردِ دل کو بیان کیا جائے اور امید کرتے ہیں کہ پڑھنے والے بھی اس درد کو محسوس کریں گے اور پھر اہل سنت کے اندر اتفاق اور اتحاد کی بقا کے لیے اپنا حصہ بھی پیش کریں گے۔

عبد مصطفی محمد صابر قادری

18 جون 2023

ایک اہم نقطہ: عمومی کلام کریں

یہ نقطہ بہت زیادہ اہم ہے، ہم شروع میں ہی اس پر بات اس لیے کرنا چاہتے ہیں کہ اگر کوئی صرف اس نقطے کو سمجھ لے اور اس پر عمل کرے تو پچاس فی صد سے زیادہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اس نقطے پر ہم یہاں تھوڑی تفصیل سے گفتگو کریں گے تاکہ ہر ایک اس کو سمجھ سکے۔

عموم بنا ہے عام سے یعنی ایسا جو عام ہو، خاص نہ ہو اور عمومی کلام سے مراد وہ کلام، وہ باتیں، وہ تحریر یا وہ تقریر ہے جو عام ہو یعنی جس میں کسی کو خاص نہ کیا گیا ہو۔

ایک آسان سی مثال دیکھیں کہ زید نے کہا "جو گناہ کرے گا وہ سزا پائے گا" اب یہاں کسی خاص شخص سے یہ تو نہیں کہا گیا کہ "تم گناہگار ہو اور اس کی سزا پاؤ گے" یہی فرق ہے عام اور خاص میں۔

ہم جس عمومی کلام کی بات کر رہے ہیں اس کا صاف مطلب ہے کہ کسی کو خاص نہ کیا جائے یعنی یوں کہہ لیں کہ کسی کو نشانہ نہ بنایا جائے یا یوں بھی کہہ لیں کہ نام لے کر رد نہ کیا جائے، خیال رہے کہ ہم یہاں آپس میں ایک دوسرے پر کلام کرنے کے تعلق سے عرض کر رہے ہیں، ہم ہرگز اس کے قائل نہیں کہ کوئی بدمذہب یا کافر وغیرہ ہو تو اس کو بھی خاص نہ کیا جائے، ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جب سنیوں کا آپس میں اختلاف ہو تو عمومی کلام کو ترجیح دیں۔

مان لیجیے کہ دو عالموں میں یا دو مفتیوں میں یا دو تنظیموں میں یا دو گروہوں میں جن کا تعلق اہل سنت و جماعت سے ہے، کسی وجہ سے اختلاف ہوا تو ہمیں اولاً اس پر کلام کرنا ہے یا نہیں اس کی

تفصیل آگے بیان ہو گی لیکن عمومی کلام کے حوالے سے ہم یہاں یہ کہیں گے کہ اگر کلام کیا جائے تو عمومی کلام کیا جائے یعنی کسی کو خاص کر کے ساری باتیں نہ کی جائیں۔

اس کے بہت سارے فائدے ہیں، اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہو گا کہ آپ کا کلام آئندہ کے لیے باقی رہے گا اور اس کی وقعت بھی باقی رہے گی، ایسے کلام سے ہمیشہ زیادہ فائدہ حاصل کیا جائے گا اور بڑی سطح پر وہ عام ہو گا۔

مثال دیکھیں کہ کسی مسئلے پر دو فریقوں میں اختلاف ہوا اور آپ نے ان میں سے کسی ایک کی طرف داری کرتے ہوئے خاص ان کا نام لے کر کلام کیا اور فریق ثانی (یعنی دوسرے فریق، دوسری پارٹی) کا رد کرتے ہوئے ان کو خاص کیا اور ان کا نام لیا اور ظاہر ہے کہ جب خاص کریں گے اور نام لیں گے تو تو ابتدا، عنوان سے لے کر آخر تک سب ایسا ہی ہو گا کہ وہ اپنا خاص ہونا ظاہر کر دے گا مثلاً کوئی رسالہ یا کتاب ہے تو اس کا نام بھی اسی خاص کی عکاسی کرے گا اور اگر کوئی بیان ہے تو اس کا عنوان بھی اسی کی عکاسی کرے گا، تو ایسا کلام محدود ہو جائے گا اور اسے بس ایک تائید یا تنقید کا سامان سمجھا جائے گا اور پھر اس پر کان لگانے والے بھی خاص ہوں گے باقی اسے نظر انداز کریں گے یا نظر میں لائیں گے تو الگ نظریے سے پڑھیں گے۔

اب اگر اس کے برعکس ہم عمومی کلام کرتے ہوئے اس اختلافی مسئلے پر ایک ایسا علمی، تحقیقی اور تفصیلی کلام کریں جس میں کسی کو خاص نہ کیا جائے یعنی ہم کسی کا نام نہ لیں، نہ عنوان خاص ہو نہ ابتدا ہو، یعنی کلام سے ایسا لگے کہ یہ کسی ایک خاص مسئلے پر نہیں لکھے گئے ہیں، یعنی بعد میں وہ کلام جس تک بھی پہنچے تو وہ اسے کسی خاص معاملے یا کسی خاص اختلاف پر مبنی کلام نہ سمجھیں بلکہ

غیر جانب دار ہو کر دیکھیں۔

ہم اس کی مزید تفصیل بیان کرتے ہیں تاکہ بات اور واضح ہو جائے، ایک مثال ہم یہاں قرآن کی آیتوں کی دینا چاہتے ہیں، دیکھیے آیتیں کسی خاص موقعے پر نازل ہوئیں یا کسی خاص مسئلے پر نازل ہوئیں لیکن ان کا حکم عام ہے۔ اگر کسی صحابی کے ساتھ کوئی معاملہ پیش آیا اور اس پر آیت نازل ہو گئی جس میں کوئی حکم تھا تو یہ نہیں کہا گیا کہ اے فلان صحابی تم یہ حکم بجالاؤ بلکہ عمومی کلام ہوا اور حکم عام ہوا کہ اب قیامت تک کے مسلمانوں کو اس پر عمل کرنا ہے۔

اگر آپ کتابیں پڑھتے ہیں اور بیانات سنتے ہیں تو آپ نے یہ جملہ پڑھا ہوگا کہ "اس آیت کا حکم عام ہے" یعنی وہ نازل تو کسی خاص مسئلے پر ہوئی ہے یا کسی خاص واقعے پر لیکن اس کا حکم عام ہے۔

عمومی کلام کرنے سے ایک بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ وہ کلام آئندہ کے لیے اس طرح باقی رہے گا کہ بڑی سطح پر اس سے فائدہ اٹھایا جائے گا ورنہ اگر آپ خاص کسی کا نام لے کر کلام کرتے ہیں تو وہ بہت محدود ہو جائے گا اور وہ پذیرائی حاصل نہیں ہوگی جو عمومی کلام سے حاصل ہوتی ہے۔

آئے دن علما میں اختلاف ہوتا ہے، وہ ٹرینڈ میں فوراً آجاتا ہے اور سوشل میڈیا پر لعن طعن، تفسیق اور تذلیل کا سلسلہ بڑی جلدی شروع ہو جاتا ہے تو اس کی وجہ یہی ہے کہ لوگ خاص کر کے کلام کرتے ہیں اور ایسے میں اگر وہ کلام علمی ہو تو بھی خاص کرنے کی وجہ سے اس کی وقعت ختم سی ہو جاتی ہے لہذا ایسے میں عمومی کلام کرنا بہت فائدے مند ہوگا۔

تھوڑی دیر کے لئے سمجھ لیں کہ آپ ایسے شخص ہیں جسے پتا نہیں کہ حال میں دو مفتیوں کے درمیان کیا معاملہ ہوا یا پھر عوام میں کوئی ایسا شخص ہے جسے ان کے بارے میں کچھ نہیں پتا کہ کہاں کن علما میں کن مسائل میں اختلاف ہو گیا ہے اور اسے ایک ایسا کلام جو رسالے یا بیان وغیرہ کسی بھی شکل میں ہو مل جاتا ہے جس میں عمومی کلام کیا گیا ہے تو وہ اس کلام سے ایک الگ طریقے سے فائدہ حاصل کرے گا اور اختلافی معاملے میں بھی نہیں پڑے گا لیکن اگر وہ کلام ایسا ہو کہ جو خاص ہو تو اس سے فائدہ اٹھانے والا اس معاملے کو جانے گا پھر اس پر توجہ دے گا اور اپنی رائے بیان کرے گا اور اس طرح ہر کوئی اپنی رائے بیان کر کے ایک گروہ کی طرف ہو لے گا اور دوسرے کے خلاف کچھ بھی کہے گا۔

دیکھا جائے تو عمومی کلام سے کافی حد تک ہم انتشار کو روک سکتے ہیں، خاص کر وہ لوگ جو بڑے پیمانے پر کام کر رہے ہیں اور ایک بڑی تعداد ان سے منسلک ہے تو ان کا اس طرح خاص کر کے کلام کرنا اور نقصان پہنچاتا ہے، اگر وہ عمومی کلام کر دیں تو بڑے مسائل پیدا ہونے سے پہلے ختم ہو سکتے ہیں۔

ایک معاملہ ایسا ہوا کہ جس میں ایک مفتی صاحب نے کسی بزرگ کے کسی شعر پر اعتراض کرتے ہوئے کلام کیا تو ان بزرگ کے ماننے والوں نے ان کا بھرپور رد کیا اور رد کرنے میں آداب کی حدیں بھی پار کی گئی، ایسے میں ہم نے ایک رسالہ بنام "اشعار پر اعتراض" شائع کیا جس میں ہم نے اشعار پر اعتراض کرنے کے تعلق سے کچھ اصولی باتیں بیان کی اور اس میں کسی کا نام نہیں لیا اور ایسا اشارہ تک نہ دیا کہ آسانی سے کوئی یہ سمجھ جائے کہ وہ کس معاملے پر لکھا گیا تھا اور آنے

والے دنوں میں جب وہ کسی کے پاس پہنچے گا تو وہ اسے ایک عام بیان کے طور پر پڑھے گا اور باتوں کو سمجھے گا اور فائدہ اٹھائے گا اور کسی عالم، کسی مفتی یا کسی گروہ سے بدظن بھی نہیں ہوگا اور نہ بدگمان ہوگا۔ عمومی کلام ایسا ہے جیسے

سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے

عمومی کلام کرنے والا بھی ہر ایک کے نزدیک پسندیدہ اور اچھا کہلاتا ہے، اس کے بیان سے فائدہ زیادہ ہوتا ہے اور اس کی شخصیت عالمی سطح پر اوپر اٹھ رہی ہوتی ہے۔ جب کہ ہمیشہ کسی کو خاص کر کلام کرنے والے ایک جگہ محدود رہ جاتے ہیں۔

ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ عمومی کلام سے فائدہ اٹھانے والوں میں زیادہ ذوق پایا جاتا ہے اور وہ اس طرح کہ یہاں طلب ہوتی ہے اور یہ طلب اس لئے پیدا ہوتی ہے کہ عموم میں مراد کو سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے، جب مراد کو سمجھنے کی کوشش ہوتی ہے تو کلام بھی زیادہ سمجھ میں آتا ہے۔ ہاں ایک بات کا خیال یہاں کلام کرنے والے کو رکھنا ضروری ہے کہ وہ اپنے عمومی کلام میں اتنا اجمال نہ رکھے کہ اس کی تفصیل سمجھی نہ جاسکے یا پھر اس کی مراد کو سمجھنا بہت زیادہ دشوار ہو، اگر ایسا ہوا تو پھر غلط تشریح اور تفصیل تک جانے کا امکان بڑھ جائے گا اور اس کلام کا غلط استعمال بھی کیا جائے گا۔ لہذا اتنی تفصیل ضرور بیان کرے کہ اصل موضوع ظاہر ہو۔

عمومی کلام کے تعلق سے اور بھی لکھا جاسکتا ہے لیکن کلام طویل ہو جائے گا، ہم نے جتنا یہاں بیان کیا وہ سمجھنے والوں کے لئے بہت کافی معلوم ہوتا ہے لہذا اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

الفاظ کا انتخاب

جب آپ کسی سنی کا رد کر رہے ہیں یا اس سے اختلاف کر رہے ہیں تو اچھے الفاظ کا انتخاب بہت ضروری ہے، اگر ہم سخت اور فحش الفاظ کا استعمال کرتے ہیں تو اس سے نفس کو سکون پہنچاتے ہیں اور سامنے والے کے نفس کو بھی اس پر ابھارتے ہیں کہ وہ بھی اسی طرح کی جوابی کاروائی کرے۔

آج کل سوشل میڈیا پر کثرت سے دیکھا جاتا ہے کہ لوگ علمی اختلاف میں بھی گندے گندے الفاظ استعمال کرتے ہیں اور اپنے علم کی تعریفیں کرتے ہیں مگر معیار سے گری گفتگو کرتے ہیں۔ کسی بھی عالم دین کو محض اختلاف کی بنیاد پر جاہل کہہ دیا جاتا ہے، کوئی کسی کو جانوروں سے تشبیہ دے رہا ہوتا ہے اور کوئی ذاتیات پر اتر آتا ہے۔

اگر ایسے الفاظ کا استعمال کیا جائے گا تو پھر لڑائی ہوگی، نفرت پھیلے گی اور فتنہ ہوگا۔ الفاظ کے اچھے انتخاب سے ہم بحث کو علمی دائرے کے اندر رکھ سکتے ہیں اور جب تک ہم اس دائرے کے اندر رہیں گے تب تک فائدہ ہوگا اور جب اس سے باہر نکلیں گے تو نقصان ہی نقصان ہے۔

ہمارے سنی بھائیوں کو اس پر کافی غور کرنے کی ضرورت ہے، جو الفاظ ہم استعمال کر رہے ہوتے ہیں ان کے بارے میں پہلے سوچنا چاہیئے کہ اگر وہی الفاظ ہمارے یا ہمارے عزیزوں کے لئے استمال کئے جائیں تو ہمیں کیسا محسوس ہوگا؟

اصل میں یہاں بات ہے اپنوں کی، جو سنی ہیں، نبی کے چاہنے والے ہیں، اولیا کے دیوانے ہیں اور ہمارے اپنے بھائی ہیں تو پھر محض کسی مسئلے میں اختلاف کی وجہ سے ہم اس کے ساتھ دشمنوں اور بدمذہبوں جیسا رویہ کیسے اپنا سکتے ہیں؟ کیا ہمارے نبی اس سے خوش ہوں گے؟ کیا انہیں یہ پسند ہے کہ ان کے چاہنے والے آپس میں ایک دوسرے کو ذلیل کریں؟ ہرگز نہیں!

کچھ جاہلوں نے فیس بک پر پیجز بنا رکھے ہیں اور سوشل میڈیا اکاؤنٹس پہ جاہلوں کو جمع کر رکھا ہے اور وہاں آپ دیکھیں گے کہ کسی بڑے سنی عالم دین کو کتا، کمینہ اور جاہل تک کھلے عام کہا جا رہا ہوتا ہے اور ہمارے کچھ سنی حضرات اسے پسند کر رہے ہوتے ہیں اور پھر فتنے کو بڑھاوا دے رہے ہوتے ہیں۔

حق گوئی کے نام پر فتنہ

یہ بھی آج کل عام ہوتا جا رہا ہے کہ لوگ اپنی فتنے بازی کو حق گوئی کا نام دے دیتے ہیں اور انہیں لگتا ہے کہ ایک بس وہ حق پر ہیں اور سارے باطل پر، وہ اسی غلط فہمی میں ہوتے ہیں اور حقیقت نہیں دیکھ پاتے اور انصاف سے دور ہوتے چلے جاتے ہیں۔

ایسے لوگ بدتمیزی کو اپنے نفس کی تسکین کا سامان بناتے ہیں اور اپنے سخت الفاظ سے کسی کا بھی شکار کرتے ہیں، کسی کی رعایت نہیں کرتے، اپنی اوقات بھول کر چھوٹا منہ بڑی بات کرتے ہیں، ان کا لہجہ ہی فتنہ پھیلانے والا ہوتا ہے اور فتنہ وہ جرم ہے جو قتل سے زیادہ سخت ہے اور اس پر جرم یہ کہ اسے حق گوئی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اختلاف یا رد کون کرے؟

یہ ہر کسی کا کام نہیں ہے کہ منہ اٹھا کر چلا آئے اور کسی کا بھی رد کرنا شروع کر دے، آج کل دیکھا جا رہا ہے کہ جسے دین و شریعت کا علم نہ کے برابر ہے وہ بھی بڑے بڑے مسائل میں بحث کر رہا ہے اور کسی کو بھی جاہل قرار دے رہا ہے، اپنی بات کو حق اور حرف آخر سمجھ کر سب پر لعن طعن کر رہا ہے۔

اختلاف یا رد کرنے کا حق سب کو حاصل نہیں ہے، جو ایسا کہتا ہے کہ کوئی بھی یہ کام کر سکتا ہے وہ اصل میں سب کے ہاتھ میں ہتھیار دینے کی بات کرتا ہے۔

کئی سنی نوجوان ایسے ہیں کہ انہیں بس اپنی ضرورت کے مسائل سیکھ کر ان پر عمل کرنے کی ضرورت ہے لیکن وہ آگے بڑھ کر ایسا کام کر رہے ہیں جس کی ان کے اندر اہلیت نہیں ہے۔ ہم نے کئی لوگوں کو دیکھا ہے جو غلط نظریات کو اہل سنت کے اندر عام کر کے ایسی گروہ بندی کر رہے ہیں جس سے اہل سنت کو نقصان ہی نقصان ہے۔

اختلاف کرنے کے لئے سب سے پہلے ضروری ہے کہ بندے کے اندر لیاقت ہو، علم ہو، گہرائی کو سمجھتا ہو، باریکی کو پکڑتا ہو اور اختلاف کے آداب جانتا ہو، اسی طرح رد کرتے ہوئے اپنی حدیں پہچان سکتا ہو ورنہ ان باتوں سے نابلد شخص جب اس میدان میں اترے گا تو کسی پر بھی حملہ کر بیٹھے گا جس سے الگ جنگ چھڑ جائے گی۔

آپ کسی بھی سنی کا رد کرنے یا اس سے اختلاف کرنے اور پھر اس پر کلام کرنے سے پہلے دیکھ

لیں کہ کیا واقعی یہ آپ کا کام ہے ؟ کیا آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ یہ کام کریں یا آپ پر لازم ہے کہ آپ اس میں آگے آئیں ؟ اگر ایسا نہیں ہے تو خدارا خاموش رہیں اور دو قدم پیچھے ہٹ کر اہل سنت کے اندر فتنہ پیدا ہونے سے روک لیں۔

کیا آپ مستقل ہیں؟

یہ سوال بھی ہر سنی کو خود سے کرنا چاہیے کہ کیا وہ مستقل ہے ؟ یعنی کیا وہ کسی فن یا کسی شعبے میں کسی ماہر کی نگرانی کے بغیر یا کسی کی نظر ثانی کے بغیر کام کر سکتا ہے ؟ مثال کے طور پر دیکھیں افتا کا شعبہ یعنی فتوی دینا تو کیا کوئی ایسا مستقل ہے کہ بغیر کسی مفتی کی رہنمائی یا نگرانی کے اب اتنا ماہر ہو گیا ہے کہ خود سے فتوی لکھ کر آم کر دے ؟ اگر ہاں تو بیشک کرے لیکن اگر نہیں تو جس فن میں آپ مستقل نہیں ہیں اس فن میں ہاتھ نہ ڈالیں اور ڈالیں تو سیکھنے کے لئے نہ کہ سکھانے کے لئے۔

اگر کوئی کسی فن میں مستقل ہے یعنی اس نے اتنی مہارت حاصل کر لی ہے کہ اب خطا کا امکان بہت کم ہو گیا ہے تو وہ اس فن میں کام کر سکتا ہے اور ایسے کام سے بیشک فائدہ ہو گا۔

مستقل ہونے کے لئے بہت محنت کرنی پڑتی ہے، دن رات ایک کر کے کسی فن میں اپنی ساری طاقت خرچ کرنی پڑتی ہے، قربانیاں دینی پڑتی ہیں اور پھر ایک لمبے عرصے تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔

یہ بات انہیں سمجھ میں نہیں آئے گی جنہوں نے کچھ ہی دنوں میں کسی فن کا خود کو ماہر سمجھ لیا ہے، انہیں ابھی ہوا بھی نہیں لگی کہ مستقل ہونا کسی کو کہا جاتا ہے۔

علما سے رابطہ رکھیں

علما سے جُڑے رہنے والے غلطیاں بہت کم کرتے ہیں اور کرتے بھی ہیں تو بہت جلد ان کی اصلاح ہو جاتی ہے جس سے وہ پھر آگے چل کر اور غلطی نہیں کرتے۔ لیکن جو علما کے رابطے میں نہیں رہتے اور خود کو مستقل سمجھ کر کام کر رہے ہوتے ہیں، وہ ایک ہی غلطی کو بار بار کرتے ہیں اور ان کی اصلاح بھی مشکل ہوتی ہے، ایسے لوگ جتنا سنوارنے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں وہ سب کچھ اتنا ہی بگاڑ رہے ہوتے ہیں۔

سنی نوجوانوں کو تو خاص کر کے علمائے اہل سنت سے رابطہ رکھنا چاہیے، گاہے گاہے ان سے ملنا چاہیے اور جو مسائل ذہن میں کھٹک رہے ہوں ان کے بارے میں پوچھنا چاہیے۔ لیکن ایسا کرنے کی فرصت ہی کہاں ہے، بس سوشل میڈیا پر کچھ بیانات سُن لو اور ایک دو کتابیں پڑھ لو، پھر کسی بھی موضوع پر محقق بن کر بڑوں پر زُبان درازی شروع کر دو، یہ تو بدمذہبوں کا طریقہ ہے جس کا ہم ردّ کرتے ہیں۔ پھر کیا، آج ہمارے اندر یہ باتیں نہیں آگئی کہ ہم خود کی چلا رہے ہیں اور اپنے مقابل میں علما پر زُبان درازیاں کر رہے ہیں، ایسا کرنے والوں کو غور کرنا چاہیے اور سوشل میڈیا پہ کچھ بھی لکھنے سے پہلے یا کہیں بھی شرعی معاملات میں کلام کرنے سے پہلے علماء سے رہنمائی لینی چاہیے۔

ہر جگہ ٹانگ اڑانا

ایک بیماری سنیوں میں یہ گھس آئی ہے کہ ہر بندہ ہر مسئلے میں اپنی ٹانگ اڑانے کو ضروری سمجھتا ہے، ہم نے دیکھا ہے کہ جب بھی کبھی دو کے درمیان کسی مسئلے میں اختلاف ہوتا ہے یا کبھی دو گروہوں کے درمیان کوئی معاملہ ہوجاتا ہے تو ہر ایک جس کا اس سے تعلق ہو یا نہ ہو وہ کلام شروع کردیتا ہے۔ علما کے درمیان کوئی اختلاف ہوا یا کسی مسئلے پہ تبادلہ خیال ہی جاری تھا کہ ادھر سب اپنی رائے دینا شروع کردیتے ہیں، جسے دیکھیے اپنے سوشل میڈیا اکاؤنٹس یا کم از کم واٹس ایپ پہ اپنی رائے قائم کردیتا ہے کہ اس کی کیا رائے ہے اور وہ کس کی طرف داری کر رہا ہے اور کس کا رد کرنا چاہتا ہے، یہ بڑی عجیب حرکت ہے جس کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ اس سے جڑے لوگ بھی اپنے آپ کو کسی طرف کرلیتے ہیں اور دوسری طرف والوں کے خلاف رائے قائم کردیتے ہیں جب کہ یہاں خاموشی میں ہی خیر تھی۔

ہمارے سنی نوجوانوں اور نوجوان علما کو بہت احتیاط سے کام لینا چاہیے، یہ جو آئے دن معاملات ہوتے ہیں یہ تو ہوتے رہیں گے لیکن اس پر اپنی رائے قائم کرنے سے اور کلام کرنے سے اس وقت تک پرہیز کرنا چاہیے اور حتی الامکان خود کو روکے رکھنا چاہیے جب تک کہ بہت زیادہ ضرورت نہ ہو۔ یہ بالکل اچھا نہیں ہے کہ آپ فوراً نہ صرف علما کے اختلاف کی تشہیر کریں بلکہ اس پر اپنی رائے بھی قائم کردیں، وہ بھی خصوصی نام لے کر! اس سے انتشار بڑھے گا نہیں تو اور کیا ہوگا؟

آپ اگر کوئی یہ کہے کہ ہمارے پاس لوگوں کے سوالات آتے ہیں اور عوامِ اہل سنت ہم سے رہنُمائی چاہتی ہے تو مجبوراً ہمیں اپنی رائے بیان کرنی پڑتی ہے۔ ایسے لوگوں سے ہم یہ کہیں گے کہ اس میں بھی خاموشی سے کام لیا جاسکتا ہے اور اگر کہنا ضروری معلوم ہو تو یہ کہہ کر بھی انتشار کو روکا جاسکتا ہے کہ یہ ان کا معاملہ ہے وہ حل کرلیں گے، ہمیں انتظار کرنا چاہیے اور سب کو وقت دینا چاہیے۔

میں اپنا حال بیان کر رہا ہوں کہ میرے پاس آئے دن ایسے معاملات کو لے کر لوگ حاضر ہوتے ہیں کہ فلاں فلاں مسائل پر آپ کی کیا رائے ہے اور آپ اسے بیان کریں لیکن ہم ایک سٹیٹس تک نہیں لگاتے کہ جس سے ہمارے چاہنے والے الگ مسئلہ کھڑا کردیں اور انتشار مزید بڑھے۔ ہمیں چاہیے کہ جہاں بہت زیادہ ضروری ہو وہاں کلام کریں اور اتنا ہی کریں جتنا ضروری ہو اور اس میں بھی تمام باتوں کا لحاظ رکھیں کہ فتنہ نہ بڑھے۔

اہل سنت میں جو آج اتنا زیادہ لڑائی جھگڑے کا بازار گرم ہے اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جس کو خاموش رہنا چاہیے وہ بھی حد سے آگے بڑھ کر کلام کر رہا ہے۔ دو پیروں کے درمیان اختلاف ہوا پھر ان کے خلفا میدان میں آگئے پھر ان کے مریدین کلام کرنے لگے پھر سبھی بولنے لگے تو مسئلہ حل کیسے ہوگا؟ اور اس طرح انتظار کو کیسے روکا جاسکے گا؟ ان باتوں پر غور کرنا چاہیے۔

سامنے والے کو وقت دیں

جب بھی کسی سنی سے کوئی خطا ہو جائے تو ہمیں چاہیے کہ اسے اس کی طرف توجہ دلائیں، اچھے انداز میں اس کی اصلاح کی کوشش کریں اور ایسے لہجہ ہر گز نہ اپنائیں کہ جس کی وجہ سے ہماری باتیں اپنا وزن کھو دیں۔ سامنے والے کو وقت دینا بہت ضروری ہے، کئی چیزیں وقت کا تقاضا کرتی ہیں، جلد بازی میں ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاتے ہیں۔

کسی کو وقت دیے بنا فوراً اس سے اس بات کا مطالبہ کرنا کہ وہ آپ کے سامنے جھک جائے اور اپنی خطا کو تسلیم کر لے، یہ اُسے مزید آزمائش میں ڈالنے والا ہے، ہم دوسروں کی جگہ خود کو رکھ کر سوچیں تو یہ بات اچھے سے سمجھ میں آ سکتی ہے۔ اپنے بالآخر اپنے ہوتے ہیں، ان کی اصلاح کا طریقہ بھی اپنوں جیسا اپنانا چاہیے۔

میں نے خود اس بات کا تجربہ کیا ہے کہ وقت دینے سے کافی فائدہ ہوتا ہے، ہمارے وقت دینے سے سامنے والے کو غور و فکر کا موقع ملتا ہے اور جب اُسے احساس ہو جاتا ہے تو خود آکر کہتا ہے کہ آپ نے صحیح کہا تھا اور میں خطا پر تھا اور میں اس سے رجوع کرتا ہوں اور آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور اگر ہم وقت نہ دے کر فوراً اُس کا رد کرنا شروع کر دیتے ہیں اور اِس سختی کے ساتھ کرتے ہیں جو کہ مناسب نہیں تو سامنے والا بجائے غور و فکر کرنے کے اپنے نفس کے ساتھ آزمائش میں پڑ جاتا ہے اور خود کو حق ثابت کرنا اور آپ کو باطل پہ ٹھہرانا اُس کا مقصد بن جاتا ہے اور پھر اپنے مقصد کو بس پورا کرنے کا بھوت سُوار ہو جاتا ہے، پھر صحیح غلط کی تمیز کرنے کی صلاحیتیں کم

ہوتی چلی جاتی ہیں اور علمی گفتگو کی جگہ لڑائی جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں۔

میرا تجربہ

ایک وقت تھا کہ اہل سنت کے جملہ مشہور اختلافی مسائل پر بحث کرنا میرا محبوب مشغلہ تھا یعنی میں دن رات اسی میں لگا رہتا تھا، سوشل میڈیا پر تو آئے دن کسی نہ کسی سے ایسے مسائل پر بحث ہوتی رہتی تھی، پھر میں نے دیکھا کہ اس سے کوئی فائدہ نہیں ہو رہا ہے اور کوئی سمجھنے کے لئے تیار ہی نہیں ہے، ہر شخص پہلے سے سب کچھ سمجھ کر بیٹھا ہوا ہے لہذا بحث کرنا بے سود ہے۔

پھر میں نے یہ طریقہ اپنایا کہ اپنی بات کو اچھے طریقے سے دلائل کے ساتھ پیش کر کے خاموشی اختیار کر لی جائے، میں نے اس سے ہونے والے فائدے کو بہت واضح دیکھا کہ لوگ سمجھ رہے ہیں اور آپسی لڑائی بھی کم ہو رہی ہے،،بحث و مباحثہ کم ہو رہا ہے۔

میں نے کئی مسائل پر دیکھا کہ جو میرے کٹر مخالف تھے وہ بھی ایک دن میرے پاس آئے اور تسلیم کیا کہ آپ صحیح تھے اور ہم سے خطا ہوئی اور ہم نے جو باتیں کہیں تھی اس کے لئے معافی چاہتے ہیں، یہ الگ سی بات ہے کہ یہ ایک دن سالوں بعد آیا۔

میں نے جب واقعہ کربلا کے تعلق سے تحقیق کو پیش کیا تو میری جم کر مخالفت کی گئی لیکن میں نے کسی کے ساتھ کوئی زبردستی نہیں کی اور ایک وقت ایسا آیا کہ میں نے اپنے مسلسل کام کرتے رہنے کا نتیجہ دیکھا اور ایک تعداد ایسے لوگوں کی پائی جنھوں نے حق کو تسلیم کیا اور میری حوصلہ افزائی جم کر کی۔

ہمیں یہ طریقہ لازم پکڑ لینا چاہیے کہ جب بھی کوئی مسئلہ ہو تو اولاً اس میں پڑنے سے بچیں اور خود کو دور رکھیں اور انتظار کریں کہ وہ خود حل ہو جائے، پھر جب بہت زیادہ ضرورت ہو تو احسن طریقے سے کلام کریں تاکہ انتشار مزید نہ پھیلے اور کلام کے بعد خاموشی اختیار کر لی جائے یعنی بہت زیادہ کلام نہ کیا جائے۔

گروہ بندی کا اختلاف

سنیت کو نقصان پہنچانے والا ایک بڑا اختلاف ہے گروہ بندی کا اختلاف، بہ ظاہر تو یہی نظر آتا ہے کہ مسائل میں اختلاف ہے لیکن اصل اختلاف گروہ بندی کا ہے۔

لوگوں نے گروہ کے گروہ بنا رکھے ہیں، اپنے گروہ کو چندہ دینا، اپنے گروہ کی تعریفیں کرتے رہنا، اپنے گروہ کی غلطی کو دیکھ کر نظر انداز کرنا اور دوسرے گروہ کے لئے شدت پسندی کا مظاہرہ کرنا یہ کافی عام ہو چکا ہے۔

اپنے گروہ کے علما کی پیروی اور تعظیم کا درس دینا جبکہ دوسرے گروہ کے علما کی کھلے عام توہین کرنا اور اسے حق گوئی کا نام دینا بھی ان گروہوں کا چلن ہو چکا ہے۔

اس گروہ بندی کی وجہ سے کئی باتیں جو اختلاف کا سبب نہیں تھی وہ انتشار کا سبب بن گئی، اس میں کئی تنظیمیں بھی شامل ہیں جنھوں نے اہل سنت کے اندر کام کے ساتھ ساتھ گروہ بندی کو بھی فروغ دیا اور اپنے لوگ بنائے اور اپنا کام کروایا اور اپنے پرائے کا خوب ذہن دیا، اس پر تھوڑی تفصیل ہمارے رسالے "سلسلے میں بنٹے سنی کب ایک ہوں گے؟" میں دیکھیں۔

منوانا چھوڑ دیں

اپنا موقف بیان کرنا الگ ہے اور اسے منوانا ایک الگ بات ہے، اہل سنت میں اتفاق کے لئے ضروری ہے کہ زور زبردستی کو چھوڑ دیا جائے اور اپنے موقف کا کسی کو جبرا قائل بنانا ترک کیا جائے، یہ وہ کام ہے جس میں بحث و مباحثہ طول پکڑتا ہے اور لڑائی ختم نہیں ہوتی، ہمیں اپنے موقف پہ جتنا یقین ہوتا ہے کہ وہ صحیح ہے تو سامنے والے کو بھی اپنے موقف کے صحیح ہونے کا اتنا ہی یقین ہوتا ہے، لہذا ایک دوسرے سے زبردستی کرنے پر لڑائی جھگڑے ہی ہوں گے۔

ہمیں یہاں پر اپنے موقف کو بیان کر کے خاموشی اختیار کرنے کی ضرورت ہے، اگر سامنے والا زیادہ سمجھدار ہوا تو آپ کے بیان سے فائدہ حاصل کر لے گا ورنہ نہیں۔

ہم نے سوشل میڈیا پر کثرت سے دیکھا کہ لوگ ایک دوسرے سے اپنی بات منوانے کے لئے دن رات لڑتے رہتے ہیں اور انہیں خبر نہیں کہ اس سے وہ اپنی وقعت کھو دیتے ہیں۔

بار بار کسی کو منوانے کے چکر میں بات کا وزن بھی کم ہو جاتا ہے۔

اعتدال کہاں ہے؟

اعتدال تو اسی میں ہے کہ ہر سنی کی عزت کی جائے، ہر ایک کی سنی جائے، سب کا ساتھ دیا جائے اور سب سے انصاف کیا جائے، ایسا نہ ہو کہ اپنے گروہ سے تعلق رکھنے والے سنیوں کے ساتھ الگ رویہ ہو اور دوسروں کے ساتھ الگ۔

ایک شخص اپنے پیر کی تعریفیں کرتا نہیں تھکتا، وہ کرے، کرتا رہے، ہمیں اس سے اعتراض نہیں لیکن جب کسی دوسرے کے پیر کی تعریف کی جائے تو اسے رد کر دینا کون سا اعتدال ہے جبکہ دونوں پیر اہل سنت کے ہیں اور ایسا بھی نہیں کہ ان میں شرائط یا بنیادی باتیں نہیں پائی جاتیں۔

ہم نے کئی ایسے لوگوں کو دیکھا ہے جو اپنے آپ کو معتدل (اعتدال پر) کہتے تو ہیں لیکن ان کا اعتدال فقط اپنے گروہ تک ہوتا ہے، جب اپنے گروہ کی بات آتی ہے تو ایسے لوگ ہر ممکنہ تاویل کے قائل ہوتے ہیں اور حتی الامکان دفاع کرتے ہیں لیکن جب بات دوسرے گروہ کی ہو تو ڈھنگ ہی بدل جاتا ہے اور تاویل، دفاع وغیرہ کا لفظ ہی لغت سے غائب کر دیتے ہیں۔

اعتدال کے معاملے میں انصاف پسند لوگ بڑے کم دیکھنے کو ملتے ہیں جو حقیقی معنوں میں ہر سنی کی عزت کرتے ہیں۔

کچھ لوگ اس غلط فہمی میں ہیں کہ دین کا کام صرف وہ یا ان کا گروہ کر رہا ہے، باقی سب جھال بجا رہے ہیں، اسی فہم کی بنیاد پر وہ یہ دیکھ نہیں پاتے کہ ان کا کام اصلاً بہت کم ہے فقط شہرت زیادہ ہے، اعتدال کا نام لینے والے ایسا بھی کرتے ہیں کہ اپنی تنظیم، اپنے جماعت، اپنے اداروں میں اپنوں کو ہی جگہ دیتے ہیں، باقی دوسروں کو دور رکھنا چاہتے ہیں۔

میں ایک میٹریمونیل سروس (Matrimonial Service) بنام ای نکاح سروس (E Nikah Service) چلا رہا ہوں، اس میں ہم سنیوں کا نکاح سنیوں سے کرواتے ہیں، اب تک سو سے زائد نکاح کروا چکے ہیں، ہم اس میں ہر سنی کو شامل کرتے ہیں، میں سوچتا ہوں کہ آج کل ہمارے سنی بھائیوں کی جیسی ذہنیت ہو گئی ہے، اگر ان میں سے کوئی میری جگہ ہوتا تو کیا کسی ایسے

شخص کو اس سروس میں جوڑتا جوان کے گروہ کے خلاف موقف رکھتا ہو؟ مثال کے طور پر ایک گروہ سنیوں میں ایسا ہے کہ وہ ایک سنی تنظیم کے خلاف سخت موقف رکھتا ہے تو اگر وہ تنظیم والے ایسی سروس چلاتے تو کیا ایسے لوگوں کو شامل کرتے جوان کے خلاف سخت موقف رکھتے ہیں؟ یا پھر اس کا الٹ یعنی وہ گروہ اس سروس کو چلاتا تو کیا ایسے لوگوں کو شامل کرتا جو اس تنظیم سے منسلک ہیں؟ یہاں پر خانقاہ، سلسلے اور برادری وغیرہ کی کئی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔

ہم نے سب کو شامل کیا اور کسی کے ساتھ دہرا رویہ نہیں اپنایا اور یہی وجہ ہے کہ آج ای نکاح سروس ہندستان میں سنیوں کی سب سے بڑی میٹریمونیل سروس ہے، اپنی نوعیت کے اعتبار سے پہلے درجے پر ہے۔ بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اعتدال کا صحیح مطلب لوگ سمجھ سکیں، جو نرمی والے اصول اپنے گروہ کے لئے بناتے ہیں وہی ہر سنی کے لئے رکھیں، ورنہ پھر اپنے گروہ کے لئے تو ہر شخص اعتدال پر ہے۔

نوجوانانِ اہل سنت سے گزارشات

نوجوان عوام اور نوجوان علما کو بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے، نیا خون جوان خون ابال تو مارتا ہے لیکن اسے کنٹرول میں رکھنے کی ضرورت ہے، آپ بولنے پہ آئیں تو جذبات کو اپنے اوپر حاوی نہ ہونے دیں بلکہ جوش میں بھی ہوش کے ساتھ کلام کریں۔

کسی بھی سنی بزرگ عالم دین کی عزت کو صرف اس لئے نہ اچھالیں کہ اس کا موقف آپ کے یا آپ کے گروہ کے خلاف ہے، ہم رد یا اختلاف سے منع بھی نہیں کرتے لیکن اس رسالے میں ہم

نے بیان کر دیا ہے کہ کسے اور کتنا اور کب رد یا اختلاف کرنا چاہیے، نوجوانوں نے اگر ان باتوں پر عمل کر لیا تو بہت سارے مسائل پیدا ہی نہیں ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حق لکھنے، بولنے اور سننے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

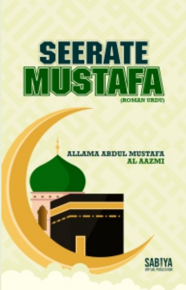

OUR OTHER PUBLICATIONS

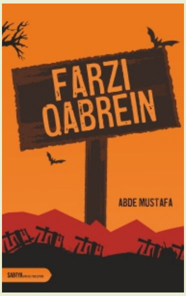

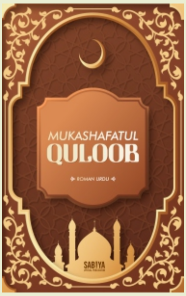

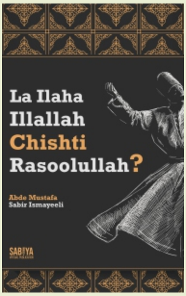

Abde Mustafa Publications

abdemustafa.org @abdemustafaorg

AMO
Powered By Abde Mustafa Organisation